جیون بوٹی
جیون بوٹی کا استعمال معدہ اور دماغ
کی شیشی چار روپے

دنیا میں متفرق مذہبوں اور جدا جدا فرقوں کی اس قدر کثرت دیکھی پڑتی

ہے کہ معقول اور منقول میں تمیز [illegible] انسانی طاقت سے باہر ہے کیونکہ کوئی شخص

تعصب سے خالی نہیں - اب اگر [illegible] عات کے ساتھ ناظرین حقیقت حال کا ملاحظہ

فرماویں - تو صاف یہ کلمات زبان پر لائیں گے کہ ابوالبشر آدم کو سمانا بالکل غلط

[illegible] انسانی پیدائش ایک سے نہیں بلکہ بہت سے مختلف اشخاص سے

[illegible] اور حضرت آدم کے وجود سے بہت عرصہ پیشتر انسان زمین پر موجود تھا

جو کروڑوں سال کا زمانہ ہوتا ہے - پس ہم نہیں سمجھتے عیسوی محمدی یہودی

مذہب کے لوگوں نے کس لیے حضرت آدم سے سلسلہ پیدائش کا مان لیا - جبکہ

خاص [illegible] کی کتابوں اور انکے مقولوں سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ آدم سے

[illegible] موجود تھا - چنانچہ پادریوں مولویوں کی تمام وہ حکمت جو دنیا میں دین

محمدی پھیلانے کیلئے کی جاتی ہے ایک فیصلہ ناتیاری سے کہ نہیں

[illegible] ویدوں کے سوا کوئی کتاب یا تواریخ ایسی دستیاب نہیں ہوتی جس

[illegible] بش وغیرہ کا صحیح حال معلوم ہو اس لیے کسی مورخ ابتدائی آفرینش کی

[illegible] نہ ہونے سے پچھلے متعصب مورخوں کی تحریرات کے تحقیقی واقعہ

[illegible] کا اعتبار نہیں ہو سکتا - اور کامل تحقیقات کے ساتھ یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا

ہے جو دنیا کی تمام کتابوں سے رگوید سب سے پہلی کتاب ہے جس میں پیدائش دنیا کا صحیح
حال مرقوم ہے۔ بس بوجوہات بالا آریہ مذہب کے علاوہ دنیا کے کل مذاہب جھوٹے
بناوٹی اور ناقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ ہر ایک مذہب میں قریب قریب آدم پرستی بت پرستی
قبر پرستی جائز و روا ہے۔ چونکہ مجھے کسی مذہب سے ذاتی کاوش نہیں اور نہ میں
کسی مذہب کی توہین کرتا ہوں کیونکہ ہر شخص کا مذہب اس کے عقائد کے مطابق سچا اور اسکا
پیشوا برحق ہے۔ لیکن بقول دھرم ویر پنڈت لیکھرام آریہ شہید مجھکو انکی
اس اپیل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جو انہوں نے قوم کی خدمت میں یہ خیال
کرتے ہوئے کہا تھا کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ بھارت ورش میں اس سرے سے اُس
سرے تک مذہبی جوش جگا دیا جاوے۔ اور خالص آریہ دھرم کے پاک اصولوں کو جیسا
کہ ویدوں میں تحریر ہے نقارہ کی چوٹ مشتہر کیا جاوے"۔

کیونکہ بقول لالہ رام چندر مرحوم زمانہ حال میں آریہ ورت نواسیوں کو شکار کرنے
کیلئے بڑے بڑے اژدہا منہ پھیلائے کھڑے ہیں اور رات دن کے نقطہ انقلاب
ہزاروں اور لاکھوں کو نگل جاتے ہیں۔ ان اژدہاؤں میں سب سے بڑا اژدہا
عیسائی مذہب ہے۔ جو مختلف ذریعوں سے ہمارے پوتر دیس کے بالکوں کو
پھلا پھسلا کر نگلتا رہتا ہے۔ اسکے بعد محمدن صاحب بھی اس کے کوشاں ہیں۔
چنانچہ ہر ایک وِدوان کے دل میں سچے دھرم کا امرت لوٹنے اور ملک کے
سدھار کی اس سے بڑھکر دیگر تجویز نہیں ہو سکتی کہ جہاں ویدک دھرم کے اوپدیش اور اصول
سے کام لیا جائے وہاں ساتھ ہی ساتھ ملک کی قدیم عظمت اور شوکت کے تواریخی
حالات نہایت تحقیق کے ساتھ جمع کر کے ملک و قوم کے سامنے پیش کئے جائیں۔ کیونکہ
بلا معلومات تواریخی یہ امر قریب قریب طے پا چکا ہے کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور
ایک عظیم الشان قوم کہلانے کا کبھی فخر و استحقاق نہیں رکھتی۔

پس مذہبی جوش اور سدھار کیلئے پراچین آریہ پرشوں انکی تحقیقاتوں
ان کے علوم و کارناموں کے حالات فراہم کرنا اور قوم کے بچے بچے تک پہنچانا ہوں

میں پہونچا ثابت ہی ضروری امر ہے۔ اس لیے راقم اپنے سلسلہ کا یہ چوتھا نمبر پبلک
و قوم کی سیوا میں پیش کرتا ہے۔ جو مہاراجہ بھوج والیٔ دھار و اوجین کی مکمل
سوانحعمری ہے۔

اس کے مطالعہ سے ہندوستان کے بہادروں۔ دولتمندوں عقلمندوں
و عالموں کے کارناموں کے کھوجنے کا غالباً عوام الناس کو شوق پیدا ہوگا۔ اور
ان امور کی پوری صراحت ہوجائے گی کہ جو ملک آجکل نیم وحشی بن رہا ہے وہ چودہ
سو برس پیشتر کس عروج پر تھا۔ اور اب اس کا کیا حال ہے۔ تاکہ ہمارے بھائی
دشمنوں کے فریب سے واقف ہوکر ان سے بچنے کی کوشش کریں۔

اوم شانتی۔

پبلک کا خادم۔ رگھبیر سنگھ اہلکار۔
ریاست اجمیر

ادوم

شرمان

مہاراجہ بھوج والئے اوجین کی سوانح عمری

(خلاصہ تمہید)

مہاراجہ بھوج کے عہد خلافت کو مورخان یورپ نے ایک ایسی مذبذب
حالت میں ڈالا ہوا ہے کہ عام و خواص کو یہ تمیز نہیں ہوتی کہ وہ کب اور کس سمت میں
کیونکہ اکثر راسی کو مہاراجہ بکرما دیتہ کہتے ہیں جو سمت سے بہت عرصہ پیشتر ہوا
قبل از [illegible] اس نے اپنا سمت قائم کیا جس کے وزیروں میں کالیداس
ملک الشعراء و مصنف شکنتلا ایک مشہور و معروف شخص تھا اور اس کا وہ زمانہ

تھا۔ جب بہت وقت آریہ ورت سے گذر کر دور دراز ملکوں میں پہنچ کر ہندوستان
سے خارج ہو رہا تھا۔ اور اس کی کوشش سے از سر نو ستیہ سناتن
دھرم کا پرچار ہو چلا تھا۔ یہاں کے رہنے والے آریہ ارتھات شری
تھے۔ گھر گھر ویدوں کے منتر مدھر اور سریلی آواز سے گائے جاتے تھے۔ مگر
آجکل کے مشرقی علماء اس مشہور عالم مہاراجہ بکرماجیت اعظم کی ہستی سے
بھی منکر ہیں۔ جو آریہ ورت میں بلا شرکت غیرے عرصہ دراز تک شہنشاہی
کرتا رہا یہاں تک کہ ۹۰ رئیس اور راجے اس کے ماتحت رہتے انہی نے روم کو
فتح کیا قوم شکن کو زیر کر لوگوں کے قرضے چکائے کہ جس کا ثبوت کالیداس کی تحریر
کردہ کتاب جیوتر ودابھرن۔ بکرم چرتر سے بخوبی ملتا ہے۔ اور وی انیول مورخ
بھی اپنی کتاب میں اسی امر کی تائید کرتا ہے۔ علاوہ ازیں اور بہت سے اسی قسم کے
ثبوت ہیں۔ جو پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے اپنی کتاب تاریخ دنیا کے حصہ دوم میں
فرماتے ہیں۔ ہماری تحریر کردہ سوانح عمری مہاراجہ بکرم میں موجود ہے۔ لیکن ہم
متذکرہ بالا اعتراضوں کو چھوڑ کر جو سراسر بیہودہ اور فضول ہیں۔ اب اس امر پر
غور کریں گے۔ کہ مہاراجہ بھوج کون تھا۔ کب پیدا ہوا۔ کس سنہ و سمت میں
تخت نشین ہوا۔ اس کی نسبت تحقیقات بسیار سے یہ پتہ لگتا ہے کہ وہ سمت [illegible]
بکرمی میں تخت نشین ہوا۔ اور تخت نشینی کے وقت اس نے سب میں بڑا جو کام
کیا یہ تھا کہ بھوپال کے قریب اپنی پیدائش کا دوش دور کرنے کیلئے ایک بہت بڑا بند
باندھا۔ جو آجکل علاقہ ریاست بھوپال میں پرگنہ تال کہلاتا ہے۔ اور مالیت کو تین چار لاکھ
روپیہ سالانہ کا اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اس راجہ کے پانچ وزیر تھے۔ جنہیں کوکا پنڈت
اعلیٰ درجہ کا عیاش دور اندیش اور دانشمند ہو گذرا ہے۔ اور اس کی نسبت یہ
بھی روایت ہے کہ وہی کوک شاستر کا مصنف ہوا ہے۔ مہاراجہ بھوج کی
نسبت اکثر پرانی تواریخوں کتھوں روایتوں اور سنگھاسن بتیسی بیتال پچیسی کہانیوں تا آخر
پایا جاتا ہے کہ وہ مہاراجہ بکرم کے جانشین [illegible] ت نہ تھا۔ لیکن [illegible] ت

ہندوستان کا مہاراجہ اول درجہ کا کریم النفس اور عادل تھا۔ شب و روز رعایا پروری
اور علماء کی داد رسی میں مصروف رہتا تھا۔ اس کے عہد میں ہندوستان
زندہ ہو گئے تھے اور ہر ذلیل سے ذلیل شخص بھی صاحب علم تھا۔

اس مہاراجہ نے سمت ۱۰۵۶ بکرمی میں تخت نشین ہو کر سمت ۱۰۷۷ تک راج کیا اور راجہ
سمت مہاراجہ بکرماجیت اعظم کا وہ سنگھاسن پاکر جس میں ۳۲ پتلیاں طلائی خالص کی جڑی
تھیں۔ اور ہر ایک پتلی کے جسم پر مہاراجہ بکرم کے جدا جدا کارنامے کندہ
تھے۔ ۳۲ یوم تک ایک عبرت خیز سبق ان کارناموں کے مطالعہ سے حاصل کر
سلطنت کو چھوڑ دنیا سے منہ موڑ عبادت الٰہی میں مصروف ہو گیا تھا اور ۴۰ برس
عبادت کرنے کے بعد دنیا سے بھی اسے چھوڑ دیا تھا یعنی وہ راہی ملک عدم ہوا

لیکن اپنی ماں اور باپ کی وفات کے بعد جس طرح اس نے اپنے چچا راجہ
منج کو شرمندہ کر راجگدی اور جین حاصل کی اور اپنا وقت ملک کی بہبودی اور
انتظام میں صرف کیا۔ اس کا اندازہ اس کے اس حکم سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس
نے اپنی سلطنت میں عام طور پر یہ اعلان دیدیا تھا کہ سال بھر کے اندر جو عورت
یا مرد دارالسلطنت دھارا و اُجین یا اس کے کسی حصہ میں جاہل دیکھا پایا جاویگا
وہ ملک سے باہر نکال دیا جاویگا۔ چنانچہ اس حکم کا رعایا پر یہانتک اثر ہوا کہ اس
کے راج میں کوئی شخص بھی جاہل مطلق نہ رہا۔ اور جب ایک پنڈت مارکنڈ
نے پوران اور کوشیو پران تصنیف کر اس کے حضور میں پیش کیے تو اس نے
اس کے ہاتھ کٹوا دیئے اور ان چالاکیوں کو روکا جو مضر خلائق ثابت ہوئے۔ مگر
برعکس اس کے جس کسی پنڈت نے علمی اخلاقی تاریخی معاشی مذاق کے گرنتھ
تیار کیے ان کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا۔ ملک کے ہر حصے میں شفاخانے
اور محتاج خانے قائم کیے۔ بڑی بڑی پختہ اور سنگین سڑکیں نکلوائیں ویدک
تعلیم کی پاٹ شالہ اور کالج تعمیر ہوئے نئے نئے قانون امن و آشائش رعایا کے
لیے تیار کیے گئے۔ دربار عام میں فریادی کیلئے ایک بڑی سی زنجیر میں گھنٹی

نکلوائی کہ ہر شخص جھوٹ چاہیے فرو دگر ستے۔

غرض یہ کہ اس کے دارالسلطنت میں طرح طرح کی خوشی اور اس کے ساتھ قوم کو حاصل ہوئی۔ سب اس موقعہ پر ہمارا ہے۔ تاوقتیکہ ہم آریہ ورت دیش کے عروج و اقبال اور ادبار و زوال کا مختصر سا نہ تحریر کر کے یہ ثابت نہ کر دیں کہ وہ کونسے اصول موضوعہ ہیں جو قومی ترقی اور تنزل کا سبب ہوتے ہیں اور جن کی کمی بیشی قومی ہستی کو زیر و زبر کر سکتی ہے۔ پس قبل اس کے کہ مہاراجہ ہوج کے حالات وضاحت کے ساتھ بیان کیے جائیں۔ پہلے بدنصیب بھارت کی سنتان کی ادبار و زوال کی کہانی تحریر کی جاتی ہے۔

بدنصیب بھارت کی سنتان کے ادبار و زوال کی مختصر کہانی

حکمائے مغرب نے انسانی تہذیب اور تمدن کے کل فروعات پر غور کر کے مسئلہ ترقی و تنزلی قومی ہستی کا اس طرح حل کیا ہے۔ دنیا میں وہی قوم ترقی کرتی ہے۔ جو اپنی روزانہ ضروریات کے اسباب مہیا کرنے پر قادر ہو۔ ایسی قوم کا تمدن رفتہ رفتہ اپنی کل ضروریات کا خود ہی بالواسطہ یا بلا واسطہ کفیل بنتا چلا جاتا ہے۔ اور اس کا پایہ استطاعت بھی بلند ہو جاتا ہے۔ مگر برعکس اس کے جو قوم اپنے مرتبہ سے گر گئی ہو۔ اور اپنی ضروریات کے سامان مہیا کرنے میں قاصر ہو۔ علم و ہنر سے گریز کرے تو بجائے اس کے کہ اس کے حسن معاد و معاش کو فروغ ہو۔ عسرت و احتیاج افسردہ دلی اسی کے

جوہر کو بے آب اور نور کو بے نور کر دیتی ہے۔

ثابت ہوا کہ ترقی و تنزل کا مندرجہ بالا بیان ہی ایک احوال ہے
درست ہے اور اصول ترقی کی پابندی خاطر خواہ ہوتی
رہی۔ تبھی تک یہ ملک علم و فضل کی کان اور موجد فن کیلئے مایۂ ناز رہا۔ لیکن
جونہی ویدوں کے زمانہ نے بے انت انقلابوں سے پلٹا کھایا اور زمانہ منو کے
بعد اس دین کی طاقت زائل ہو کر رامائن اور مہا بھارت کا وقت بھی گذر گیا تب
شاکتک مت کا عروج ہوا۔ بودھ مت جین مت بھی پھیلنے لگا اسی زمانہ میں
بیرونی پارسیوں نے حملے کرنے شروع کیے۔ لیکن دوران سلطنت مہاراجہ
چندر گپت، بکرماجیت اعظم شالباہن منج و بھوج اہل ہند نے اپنی گری
ہوئی حالت کو سنبھالا اور حملے آوروں کے دانت ایسے کھٹے کیے کہ بار دگر انکو
ہند پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

گو زمانہ مہابھارت سے عہد مہاراجہ بھوج تک باشندگان ہند ایک
ہی مذہب و ملت کے پیرو رہتے رہے۔ مگر دوارکا سے خارج ہونے کے بعد
کوشش کی اولاد نے سندھ ندی کے دونوں طرف جہانگی ریاستوں
کی بنیاد ڈالی اور گنج گڑھ دو شخصوں نے دو قلعہ گجنی المعروف غزنی۔ گراہ گھاٹ المعروف
گڑھی ذات تعمیر کرائی اور اپنی سلطنت پھیلانے لگے۔ تو ان پر روم اور خراسان
کے بادشاہوں نے حملہ کیا۔ گجنی کے مقام پر راجہ گنج مارا گیا اور اس کا بیٹا سالباہن
پنجاب کی طرف بھاگ آیا۔ اس نے سلوان کوٹ جو اب سیالکوٹ کہلاتا ہے آباد
کیا۔ اسی طرح گراہ گہاٹ بھی تباہ ہوا۔ آخر کار مذہبی تغیر کے ساتھ جو زمانہ مہابھارت
کے بعد ہونا شروع ہو گیا تھا۔ قومی اخوت کا سلسلہ ہی ٹوٹ گیا اور اس زمانہ تغیر مذہب
میں جو وقتاً فوقتاً انقلاب عظیم پیدا ہوئے ان سے بدبخت بھارت کی اولاد کو ابھی
تک کوئی موقعہ نہ ملا تھا کہ بدولت جنگ و جدل کی آتش بھڑک اٹھی ۱۰۰۰ء
سے مسلمان بادشاہوں نے ہند پر حملے کرنے شروع کیے اور وہ ہندو راجوں کو

یہ چندرہ ورق کی چھوٹی سی کتاب ہے۔ اور اس میں امور مقصد (؟)
ہیں۔ آج سمت ۵۰۰ بکرم میں سنگرامی مرکبہ کر
سدھ پال نے اپنے چھوٹے بھائی بیج کو یہ وصیت کی۔

اے بھائی میرا آخری وقت ہے۔ اور تمہیں اپنے وطن کا اتہاس
اچھی طرح یاد ہے کہ اس پندرہ صدیاں کیسے انقلاب کی گذری ہیں ویدک
دھرم کے خلاف بودھ کا چلن۔ ناستک دھرم کے ماننے والوں نے ملک کے
ہر حصہ میں کیسی کیسی آگ لگائی ہیں کہ بکرم آدتیہ تک سارا ملک بدامنی
اور ابتری کا شکار بنا۔ مگر دھن ہے ہمارے مہا پرش بزرگ مہاتما یوگی
مہاراجہ بکرم آدتیہ کو جس نے حملہ آوروں کو شکست دیکر پسپا کر دیا۔ اور
ہر قسم کے حملہ آوروں کو زیر کیا بلکہ اپنے ویدک دھرم کی رکھشا کو بودھ دھرم
ایسے ایسے راجوں مہاراجوں کو وہ نیچا دکھایا کہ سب اس کی تلوار کا لوہا
مان گئے۔ اور اس کے سامنے علمی عقلی مباحثہ میں بھی عاجز ہوئے تب
ہی اس نے چکرورتی راجہ کا خطاب پایا۔ اپنا سمت قائم کیا جس کے
نورتنوں میں امر سنگھ۔ دھنونتری۔ کالیداس۔ وراہ مہر۔ وراروچی۔
سنکو۔ ویتال بھٹ۔ گھٹکرپا۔ کشپنک بڑے عالم و فاضل اور مصنف
موجود تھے۔ کیا ان مہاتماؤں کی آتما جن کو دنیا سے گئے ہوئے پانسو برس
ہوگئے اب دنیا میں موجود نہیں۔ میرا خیال ہے وہ سب کے سب
زندہ ہیں مگر ہمیں نظر نہیں آتے ہم فقط ان کے نام اور ان کے کام پر
بھی فخر کرتے ہیں اور ہمیں ناز ہے کہ ہم بھی انہیں کی اولاد ہیں۔ ان
کی دانائی اور عقلمندی بیتال پچیسی سے عیاں ہے۔ بھائی میرے بھوج
اور فتح دونوں بچے ہیں۔ میرے بعد بھوج کو راج تلک دینا اور اسے
شرنگیری مٹھ کے آچاریہ ودیا شنکر آچاریہ کے پاس جو چار برس
سے یاد ... چاریہ چوتھا شنکر اچاریہ تھا جو سمت ... بکرم میں سرنگیری مٹھ کی گدی پر بیٹھا

جب راجہ سندھل قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔ اور منج نے اپنے بھتیجے بھوج
کو مکتب میں حصول ودیا کو بھیج دیا۔ اس کے بعد وہ خود تخت پر بیٹھ کر ملک
کا سلطنت کرتا رہا۔ مگر اس عرصہ میں بھوج تھوڑی عمر کی
تعلیم پا کر تمام علوم و فنون میں کامل ہو گیا۔ اور اس کی لیاقت کا شہرہ دور نزدیک اور
دور دور پہنچا۔ تب تو راجہ منج جبکہ سلطنت کرتے ہوئے کئی سال ہو چکے تھے۔
گھبرایا اور اس کو اپنی زندگی کے نشان اور حکومت کے اس پر منتقل ہو جانے کا
خیال پیدا ہوا لیکن وہ اپنے بھائی کی وصیت کو بھلا کر بھوج سے حسد کرنے لگا
اور اپنے وزیروں سے کرونا بھٹ نامی ایک وزیر کو یہ حکم دیا کہ ”کرونا جی بھوج کو
میری ذات پر بڑا اندیشہ ہے کیونکہ بھوج اس وقت اس قابل ہو گیا ہے کہ راج
کر سکے۔ اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ مجھ سے تخت نہ چھین لے بہتر
ہے میں حکم دیتا ہوں کہ اس کو ہمراہ لے کر جاؤ اور کسی ایسی جگہ قتل کرو کہ
کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔“
وزیر راجہ منج کی بدی ظاہر ہو جانے کا خیال کر زیادہ گفتگو نہ کر سکا اور
اس کی تعمیل حکم کو تیار ہو روانہ ہوا۔ جب کرونا بھٹ بھوج کو اپنے ہمراہ لے کر
ایک جنگل ویرانہ میں پہنچا تو تلوار میان سے ہاتھ میں لے کر بھوج سے کہنے لگا ”اے
شہزادہ ہوشیار ہو مجھ کو راجہ منج نے تیرے قتل پر مامور کیا ہے اگر تم نے
کچھ کہنا ہے تو کہہ دو ورنہ میں تجھے ہلاک کرتا ہوں۔“
سو بھوج کرونا بھٹ کے مندرجہ بالا بیان پر ایک ہمت و استقلال کے
ساتھ گویا ہوا ”منتری جی اپنے مالک کا حکم ماننا سچے اور وفادار رعایا کا کام ہے
اور خوشی سے حکم کی تعمیل کرنا اس کے پیٹ کا گڑھا بھرنے کے لئے اس کا فرض ہے پس
تم شوق سے مجھے قتل کرو تاکہ اپنے مالک کے روبرو تمہیں سرخروئی نصیب ہو۔
لیکن اتنی مہلت ضرور دو کہ میں اپنی حیات میں ایک چٹھی اپنے سرپرست اور ایک
بے گناہ کے خون کرنے والے چچا کو لکھ دوں اور منتری اسبات پر رضامند ہو گیا

حصن نہ لینے دونگا۔

جکر اپنے ہمراہ اوجین میں لے گیا اور ایک مقام
... پوشیدہ کر اس کی چٹھی منج کے حوالے کی۔

راجہ منج نے جونہی بھوج کی تحریر پڑھی بیہوش ہو کر تخت سے گر پڑا جب
کچھ ہوش آیا تو اپنی ظالمانہ حرکات کو یاد کر کے بھوج ہائے بھوج کہہ کر
ڈھاڑیں مار کر رونے لگا۔ پھر تلوار میان سے کھینچ کر خودکشی کا ارادہ کیا۔ کروتا
نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اس طرح رطب اللسانی شروع کی۔ اے کوتہ اندیش
مجھے اول ہی یہ معلوم تھا کہ بھوج کے قتل کرنے کے بعد تجھے بڑی ندامت و
شرمساری ہوگی۔ اب تو اس کو یاد کریگا۔ میں نے اُسے قتل نہیں کیا وہ میرے
گھر موجود ہے۔ تو احمقانہ حرکت سے باز آ اور راجہ سندھل کی وصیت
پر عمل کر۔

راجہ منج کروتا کی مندرجہ بالا تقریر سے بہت خوش ہوا اسی وقت بھوج
کو بلا کے گدی پر بٹھایا۔ اور دربار عام میں کھڑے ہو کر یہ اسپیچ دی:-

صاحبان! آج میں اپنے قصوروں کی معافی کا خواستگار ہو کر
انہیں ظاہر کرتا ہوں۔ اور اپنے بھائی سندھل کی وصیت کے مطابق بھوج
کو گدی نشین کر چکا ہوں۔ بھوج دراصل لائق فرمانروائی اور سزاوار سلطنت ہی
ہے میں سخت جہالت پر تھا کہ میں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا اور کروتا بھٹ
کو اس کے قتل پر مامور کر دیا۔ مجھے سخت شرمساری ہے کہ میں نے کیوں ایسی
حرکت کی۔ صاحبو آپ سب مجھے معاف کرو۔ اور مہاراجہ بھوج سے مجھے معافی
دلاؤ۔

راجہ منج کی اس تقریر سے بھوج بھی بیتاب ہو گیا اور تخت سے
اٹھ کر اپنے چچا کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ چچا جی میں نے آپ کو معاف کیا پرماتما بھی
نہیں بخشے۔ لیکن آئندہ کرتا ہے کسی کی دل آزاری نہ کرنا۔

یعنی سبھا پارلیمنٹ قائم کی۔ قانون بنائے سررشتہ تعلیم کا محکمہ جاری کیا
شخص [illegible] کو ناظم بننے کا موقع دیا۔ تمام شہر و قصبوں میں اسکول و کالج بنائے
کالج اور پاٹ شالہ بنائے اس میں پڑھنے والوں
کو وظیفہ اور خرچ خورد و نوش کا انتظام کیا۔ ہر محکمہ کے ملازموں کیلئے امتحان لازمی
کر دیئے۔ جاہلوں کو بلا کر عام حکم صادر کیا کہ جو شخص ایک سال کے اندر علم حاصل
نہ کریگا ملک کے باہر نکالدیا جائیگا۔ پس ہر شخص تحصیل علوم کیطرف راغب ہوا
اور تھوڑے عرصہ میں ملک کی جہالت کا ناس ہو گیا۔

چنانچہ اس کے عہد خلافت کا ایک مورخ نے شہر اوجین کا یہ نقشہ کھینچا
ہے۔ مہاراجہ بھوج کا زمانہ ملک و قوم کیلئے بہت فائدہ مند تھا۔ اس کے عہد میں
عورتیں پڑھتی لکھتی تھیں۔ صنعت و حرفت کی بہت ترقی تھی۔ نقاشی مصوری
اور دیگر ایجادوں سے شہر اوجین دنیا کے تمام شہروں سے عقل و فضیلت
خوبصورتی اور دولت میں زندہ کمال تھا۔ یہاں کی ساخت کی چیزیں تمام
ممالک یورپ وغیرہ کو جاتی تھیں۔ اور شاہان یورپ انپر تعجب کرتے تھے۔

غرض یہ کہ مہاراجہ بھوج کو جب [illegible] انتظام ملکی سے فرصت ہوئی اور ایک
روز خلوت میں دنیاوی عیش کا ذکر آیا۔ تو وزیروں نے شادی کرنے پر مہاراجہ بھوج
کو مجبور کیا تو اس نے امیروں کو یہ جواب دیا۔ میں اس استری سے شادی کرونگا
جو علاوہ عالم ہونے کے مصنف بھی ہو۔ اسوقت سبھا میں بہاسکر آچاریہ بھی موجود
تھا۔ وہ مودب ہو کر عرض کرنے لگا۔ تمیری جان میری بیٹی لیلاوتی اس قابل ہے

حاشیہ صفحہ ۳۰ [illegible] زیر [illegible] اس کا خسر بتاتے ہیں۔ اور پیر ساگر [illegible] سیاماں
آچاریہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بہاسکر آچاریہ مہاراجہ بھوج کا خسر تھا اور چونکہ اسوقت
نہ تو زمانہ حال کی طرح کوئی شخص تعصب کی زنجیر مسلسل میں گرفتار رہتا اور نہ اختلاف
مذہب یا ذات کا زمانہ حال کی طرح رواج و چرچا تھا۔ اس لئے شادی بیاہ اور ہر
قسم کی سوشل رسموں میں آزادی کا برتاؤ ہوتا تھا۔

معروف شخص کو کار پردازان جیل نے حاضر دربار کیا جو ایک مدت مدید سے عہدہ
ت سے معزول ہو کر بندیخانہ میں بھیج دیا گیا تھا۔ کوکا نے حاضر دربار ہو کر
پوچھا کہ حضور نے کس لیے یاد فرمایا ہے۔ بادشاہ نے کہا اے
وزیر باتدبیر اگرچہ تمہارا قصور ہمیشہ کیلئے تم کو جیلخانہ میں رکھنے کا موجب ہے لیکن
آج اس صورت میں وہ معاف کیا جاویگا۔ کہ اس رنڈی کو جو حاضر دربار ہے اور
بڑی گستاخی سے ساتھ کہہ رہا ہے کہ سلطنت بھوج میں کوئی مرد نہیں تم تابع
میں لاؤ اور اس کی مراد پوری کرو۔

کوکا نے مہاراج کا حکم سنکر اجازت چاہی اور دو سوزن طلائی خاص
کی ہمراہ لے عورت کا ہاتھ پکڑا اس مکان میں لے گیا جو اسکے واسطے تیار کرایا گیا
تھا۔ پس اس نے بوس کنار اور مساس جسمانی سے بہت جلد عورت کو بیہوش کر
دونو سوزن اس کے پستان میں گاڑ دیں اور اسے مطلق خبر نہ ہوئی ازاں بعد
حاضر دربار ہوا اور کل ماجرا من وعن کہہ سنایا۔ اسی عرصہ میں عورت کو ہوش
آئی۔ اور وہ اپنے بدن کو چادر سے چھپا کر شرمسار و منفعل حاضر دربار ہوئی اور
بادشاہ کو کہا اے حضرت میں چاہتی ہوں کہ میری شادی کوکا سے کیجائے ورنہ
میں ابھی چتا میں بیٹھ جاونگی۔ مہاراجہ بھوج نے انجام پر نظر کر کوکا کے ساتھ اس
کی شادی کردی اور اسے حکم دیا اے دانشمند تم اپنے فن کے بموجب کمال
ہو۔ پس کوئی ایسا نسخہ تحریر کرو جس سے عورتوں کو مردوں کے حضور آئندہ
ایسے حرکات کا موجب نہ ہو۔ چنانچہ اس نے کوک شاستر نامی ایک چھوٹی سی
کتاب تحریر کی جسمیں وہ لکھتا ہے۔

کوک شاستر علم طب کی ایک شاخ ہے جسکا جاننا ہر ایک زن و مرد پر ضروری
ہے۔ کیونکہ اس علم کے جاننے والے نہ فقط لذائذ دنیوی سے محظوظ ہو سکتے ہیں
بلکہ وہ حسب دلخواہ اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس علم کی بشری اسطرح
سے سوئی جس سے کپڑا سیتے ہیں۔

تحریر کرتا ہے کہ اس میں تو اس علم کے موجد شیو جی مہاراج ہیں کہ جنھوں نے
ت شاستر تصنیف کر کے پاربتی جی کو سنایا اور اس کی شا
سکا نام آوشاستر رکھ کر راجہ جیمنت جی کو پڑھایا۔ پس میں بھی آوشاستر ہ سے
لکھتا ہوں۔

ناظرین علم کوک سے یہ مراد ہے اقسام عورت و مرد کو جان کر صحبت رکھنا یا مباشرت کرنا اور یہ منقسم ہے اوپر پانچ حصص کے۔ چونکہ کوک شاستر کا کوئی تعلق بوجہ اس بیان کے جو اوپر تحریر ہوا اس سوانح عمری سے نہیں ہے لہذا ہم اسے چھوڑتے ہیں اور داستان رزم شروع کرتے ہیں۔ جو چھٹی صدی بکرمی کا ایک خوفناک واقعہ ہے۔ اگر فرصت ملی تو کوک شاستر کا اصلی ترجمہ بھی کسی وقت پبلک کے روبرو پیش کرینگے۔

چھٹی صدی بکرمی کے انقلاب کا خوفناک نظارہ

زمانہ کی بے اتفاقی بی حجابی بے رحمی رات دن کا تغیر تبدل سمندروں کا مد و جزر خوفناک حادثے دریاؤں کا اتار چڑھاؤ۔ درختوں کا نشو و نما ستاروں کی گردشیں شمس و قمر کا طلوع و غروب ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے ماس و روز و شب کا زمین کا دورہ سیارات کا صعود و نزول ہمیشہ عجیب و غریب رنگتیں پیدا کرتا ہے۔ غرض یہ کہ عالم صغیر کا نقشہ اپنے تار و پود کے ساتھ عالم کبیر کی کیفیتیں دکھلاتا ہوا ہر وقت نئے رنگ کھلاتا نظر آتا ہے

ملے بالی دنیا کا نام ہے۔ سلے شیو جی کی استری کا نام ہے۔

سے ہمارے معزز ناظرین کو ظاہر ہوگا کہ مہابھارت کے بعد عہد
یش گورنمنٹ تک ہندوستان میں نااتفاقی اور جہالت کی آگ نے اس
لک کے تباہ کرنے میں کیسا کچھ حصہ لیا ہے۔۔۔

پراچین تہذیب کی تاریخ کا نام و نشان مٹ گیا بلکہ
کے نام بھی بدل گئے کیونکہ ویدک دھرم کے مخالف جب بودھ دھرم ہندوستا
میں پھیلنا شروع ہوا تو اس کے ساتھ ساتھ ہی ممالک غیر کے باشندوں
بلکہ حملہ آوروں نے ایسے حملے کرنے شروع کیے کہ جن کے تواریخی اوراق شاہد
ہیں اور ہر ایک مصنف کی کتب تواریخی سے خواہ اس کا مصنف کسی مذہب
و ملت کا پیرو کیوں نہ ہو۔ یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ہندوستان کی قدیم
تاریخ جو بالکل کس مپرسی کی حالت میں پڑی ہوئی ہے ایک حد تک
دنیا کی تاریخ کا خلاصہ ہے اور آریہ ورت کی پاک بھومی ہے وہ سرزمین ہے
کہ جس کے چپہ چپہ سے اس وقت تک باوجودیکہ اس پر بیشتر سلاطین
غلام کا عمل و دخل رہا۔ قدیم الایام کی تہذیب و اخلاق کے آثار نمایاں ہیں۔
اور جہاں اس دیس کے بے انتہا انقلابوں کی کثرت عدم واقفیت کی وجہ
سے تاریکی پہلو اختیار کیے ہوئے تھے انہی سے یہ چھٹی صدی بکرمی کے انقلا
ایک خاص انقلاب ہے جس کی روایت کا جہاں تک ہم کو تحقیقی ثبوت ملا
یہ ہے۔

پہلی صدی بکرماجیتی کے اخیر ہندوستان کی وہ سلطنتیں جو پیدائش
حضرت مسیح سے پانسو برس پہلے بن گئی تھیں ایک صورت پر آ گئی
تھیں۔ یعنی سلطنت مگدھ جو آجکل کے جنوبی بہار کے علاقہ میں تھی جس کا
دارالسلطنت پٹنہ تھا۔ شاہان موریہ کی نالائق اولاد کے ہاتھ سے
عصائے سلطنت مہاراجہ شری کرشن کی اولاد پر منتقل ہو کر [illegible] کی
حالت میں آ گیا تھا۔ سلطنت پنچال جو گنگا کے شمالی علاقہ میں واقع تھی۔

اور جبکہ دارالسلطنت شہر ویسالی تھا بالکل ضعیف ہو چکی تھی علاوہ ازیں انکا
دارالسلطنت شہر چمپا وتی تھا ڈگمگ ڈگمگ کر رہی تھی سلطنت اودھ
طرف منتقل ہو گئی تھی اور نہایت نازک حالت
سے ماجوں نے ترک وطن کیا تھا۔ بودھوں کے راج
سمٹتے اور اگنی کل والوں کی سلطنتوں کا نشوونما ہوتا جاتا تھا سمت بکرمی
میں چھ سو پچیس وراجے فرمانروائے مالوہ مہاراجہ بکرماجیت اعظم کے زیر
فرمان ہندوستان میں حکومت کرتے تھے۔ مگر وفات مہاراجہ بکرم کے بعد
چند سرداروں نے سر اٹھایا۔ مونگیر پر سیام چرن موریہ نامی ایک
شخص جو مہاراجہ بکرم کا ایک وقت سپہ سالار رہ چکا تھا چند خاندانوں
کو تباہ و برباد کر کے مونگیر کا فرمانروا بن بیٹھا۔

کشمیر کی طرف کنشک نے سر اٹھایا جو حیات مہاراجہ بکرم میں بالکل زیر
ہو چکا تھا۔ اور نہ فقط اس نے علاقہ کشمیر پر قبضہ کیا بلکہ شہنشاہی کا دعویٰ
کرنے لگا۔ اور اس نے بودھ دھرم کا چوتھا اور آخری جلسہ کیا۔ مگر مہاراجہ
سالباہن نے سمت ۱۳۲ بکرمی تک کنشک اور اس کے جانشینوں کو مغلوب کیا
اور خود اجین میں بطرز جمہوری سلطنت کرتا رہا۔ لیکن مہاراجہ سالباہن فرمانروائے
اوجین سے نہایت خندہ دلی کے ساتھ ملتا رہا۔ بعد کو سمندر کو عبور کر کے جزائر
ملائے جاوا وسماٹرا بورنیو۔ تیرہ تک فتح کر کے جزیرہ جاوا میں طرح اقامت
کی ڈالی۔ اسی عرصہ میں شاہان کشمیر جو کنشک کی اولاد سے تھے اور کشمیر
میں خفیہ سازشوں کے کرنے میں مصروف رہتے تھے پھر طاقتور ہو گئے
پس مہاراجہ سالباہن کے جزیرہ جاوا میں چلے جانے کے بعد ہندوستان
میں بڑی زبردست دو سلطنتیں قائم ہو گئیں۔

(۱) کشمیر میں قوم ستھین جنکا دوسرا نام ہنز تھا اور وہ کابل و قندھار۔ غزنی
تک وسعت میں تھی حکومت کرتے تھے۔

وہ سلطنت مالوہ جس کے دارالخلافہ دھارا پر راجپوت یعنی اجین کے ... اور ۱۱
کی حکومت خلیج بنگال سے لیکر پائے اٹک تھی سمر ۱۰۵۰ء

بھوج اوجین پر حکمرانی کرتے تھے اور کشمیر کی گدی پر ایک
جسکا نام ابھے مان تھا۔ اور اس کی اولاد میں آئندہ سلاطین شمال ہند کا فرمانروا
ہوا بیٹھا تھا۔ اس نوجوان کے سر میں بیٹھے بیٹھے عجیب سودا سمایا۔ اور اس کا
باپ بودھ تھے مگر ویدک دھرم کو اچھا جانتے تھے۔ لیکن ابھے مان کا ایک وزیر
کرشنا بودھ اعلیٰ درجہ کا متعصب تھا۔ جو ویدک دھرم کو برا جانتا تھا بلکہ ہر ایسے
شخص کو جو ویدک دھرم کا ماننے والا ہوتا اور علاقہ ابھے مان میں اسکو کچھ ٹیکس ادا
کرنا پڑتا تھا۔ کرشنا نے ابھے مان کو بھی اپنے ہم خیال بنا کر ویدک دھرم رکھنے
والے لوگوں کیواسطے کچھ قیود مقرر کئے۔ اور ویدک دھرم کے اپدیشکوں کی مخالفت
اس طرح کرنی شروع کی کہ اگر ویدک مت رکھنے والے اپدیشک ہمیشہ کشمیر میں
اگر اپدیش کرینگے تو بہت عرصہ نہ گذریگا کہ ملک آپ کے ہاتھوں سے نکل جائیگا
ابھے مان ایک بیوقوف شخص تھا۔ اس نے کرشنا کے بہکانے سے لوگوں کو تنگ
کرنا شروع کیا اور پہلا خیال عاقبت بینی سرحد پر لوٹ مار مچا دی سندھ کے
کناروں کو عبور کر سلطنت مالوہ کے زرخیز صوبے دہ اور اس کی فوج تباہ کرنے
لگے حتی کہ تہذیب انسانی کو ترک کر بداخلاقی پر کمر باندھی اور اس طرح
میدان لوٹی اور ملتان تک بڑھتے چلے آگئے۔ یہاں نامی ایک رکھشر تارک الدنیا
شخص عبادت اور تعلیم اطفال میں مصروف رہتے تھے۔ اور ویدک دھرم کا پرلے
جوش کے ساتھ وعظ کیا کرتے تھے۔ انکو بھی نہایت سختی کے ساتھ کرشنا وزیر
ابھے مان کے مظالم برداشت کرنے پڑے۔ مہاتما ورن جب نہایت ہی تنگ ہوئے
تو انہوں نے یہ برے دن دیکھکر مہاراجہ بھوج سے فریاد کرنے پر کمر باندھی اور فوراً
شہر دھار میں پہنچکر اپنی مصیبت کا ماجرا دربار راجہ بھوج میں کہہ سنایا۔
مہاتما جی آجکل راجہ ابھے مان اور کرشنا اس کا پردھان اپنی کشمیر کو چھوڑ

سنے پر ایک اور تازیانہ لگایا۔ مہاراجہ بھوج نے اسی وقت کھڑے ہوکر یہ کلمات کہے۔

مہاتما اون جی آپ کی تقریر کو سن کر میرے دل و جگر میں ہے کیا وہ بھوج جو علم و ہنر کا شائق دید ودیا اور دھرم ویر اوپکار کا پرچارک جگت میں مشہور ہے۔ دھرم و قوم کی اونتی کیلئے یہ فرض انسانی ادا نہیں کرسکتا کہ وہ ملعون قوم نیست و نابود کردی جائے جس نے ویدک دھرم کے خلاف پھر تلوار سنبھالی ہے جسنے خونریزی کو اپنا پیشہ قرار دے رکھا ہے جو ایک ہزار برس کے عرصہ سے بلا خیال شریف و رذیل ہر کسی کو دھرم کرم یگا نگت کی زنجیر میں جکڑ کر میشور یونان۔ سامبر پارٹی کی مصر و ہندوستان۔ بلخ و بخارا تبت و نیپال تک پھیل گئی اور آریہ ورت میں بلا شرکت غیرے عرصہ دراز تک سلطنت کرتی رہی۔ مگر راجہ چندر گپت نے تن تنہا اس قوم کا مقابلہ کرکے اسے نیست کیا مہاراجہ بدرم نے کنگشن واسی کشمیر کا اس کے ساتھ توڑ لڑائیاں لڑکر اسکا منہ پھیر دیا۔ آخر میں شالباہن نے بودھوں کو جسطرح کا مادہ عوام پر ظاہر ہے کیا ان لوگوں کے سروں میں جنون سمایا ہے جو بہتر کے چھتے میں ہاتھ ڈالکر سلامتی چاہتے ہیں۔

یہ کبھی نہ ہوگا بھوج اپنی ہمت اور طاقت جان و مال تک اپنی رعایا کی بھینٹ کردوا دے گا۔ کشمیر میرا ہے اور میں اسے حاصل کرونگا۔ ابھے مان اور اس کا وزیر کرشن جو کرتے ہیں انہیں انکی بدعنوانی کی سزا دونگا۔ فی الحال صلح و جنگ دونوں کیلئے میں ابھے مان کو موقعہ دیتا ہوں اگر وہ اپنی حرکت سے باز نہ رہے گا تو اسی کا نتیجہ اس کے آگے آئیگا۔ پس ضروری ہے کہ ایک تحریر کے ذریعہ سے ابھے مان کو متنبہ کیا جائے تاکہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آئے چنانچہ مہاراجہ بھوج نے ایک حکمنامہ تحریر کر بدست مہاتما اون ابھے مان کے پاس بھیجا جس میں یہ مضمون تحریر تھا۔

صاحبان! انسانی زندگی میں بہت سے واقعات پیش آتے ہیں جبکہ اسکی
... کو نقصان پہونچتا ہے پس ایسے موقعو پر انسان کا یہی فرض
ہے تمام قواعد کو نظر انداز کرکے جان و مال سے ملک قوم کو فائدہ
پہنچائے یہی وقت مجھکو درپیش ہے کیونکہ راجہ ابھے مان اور اس کے سرداروں
کے اطوار صاف بتا رہے ہیں کہ انکا عناد اس حد تک پہونچگیا ہے جس سے ہر جا
طرف بے اطمینانی پھیل رہی ہے ۔ اسوقت ضرورت تھی کہ ابھے مان صلح کرکے
... سرکشی سے باز آئے ۔ مگر افسوس قوم ہنر کے سرپرست اور فرمانروا تہذیب
وانسانیت ... کسی بات پر دھیان نہیں دھرتے ۔ وہ اس امر پر تلے ہوئے
ہیں کہ ہم سے ... کرکے اپنے دلی ارمان کا نکالیں ہماری خط و کتابت کی
... تفصیل ... خاص و عام پر ظاہر ہے ۔ اگرچہ ہماری صلح کل پالیسی امن
پسندی کیلئے اس امر کا مقتضی تھی کہ تلوار نہ کھینچے ۔ خون نہ بہے ۔ لیکن ہم مع
اپنی کل فوج کے ایک خودغرضانہ ... کیلئے تلوار کھینچنے پر مجبور ہوتے
ہیں ہمارا دھرم ہمارے کرم کا شاہد ہے ۔ اور عوام الناس بھی جانتے ہیں کہ ہمنے
اپنی جانب سے جنگ نہیں چھیڑا ہے ۔ مگر بمصداق تنگ آمد بجنگ آمد جبکہ
نوبت ہمارے علاقوں پر پڑ رہے ہیں ہم کو اس خیال سے بڑی تسلی ہے کہ
ہمارا پرماتما حق کو حق کر دکھائیگا ۔ قوم ہنر کی بداخلاقی حد اعتدال سے گذر گئی ہے
ان کا سفید جھنڈا انہیں کے خون سے ... ہوگا ۔ ہم نے اپنے دل میں قطعی
فیصلہ کر لیا ہے کہ اس اٹھتے ہوئے فتنہ و فساد کا خاتمہ تلوار سے کرینگے ۔ وہ خود سر
قوم اپنی سینہ زوریاں دکھلا کر جبتک خود اپنے منہ کی نہ کھائیگی اپنی بد اطواری سے
باز نہ آئے گی ۔

... ویدک دھرم کے پرچارکو اور معزز لوگو آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ
قوم پیشتر بھی کئی مرتبہ سر اٹھا کر پسپا ہوچکی ہے ۔ اور غالباً اس مرتبہ بھی ایسا
ہی ہوگا ۔ ہمیں اس موقعہ پر اگر کچھ افسوس ہے تو یہ ہے کہ ابھے مان اور اسکے

کیا اے راجا ابھے مان تم اپنے بزرگوں اور اگنی کل کے معرکوں کو صعود ل بکر
مانند صرف نادرست بالکل بھلا بیٹھے ہو۔ کیا اگنی کل والوں کے ۔۔ ۔ ہیکے
کی موزونیت ان کے نشان اور ان کے نعرہ جنگ
ہو گئے ہیں۔ ہمارا خیال ہے یہ سب باتیں تم کو یاد ہونگی کیونکہ مانتری کپت وہ پہلا
شخص تھا جس نے کشمیر پر قبضہ کیا پھر شالباہن ہوا جس نے بودھوں کو اپنے
اجو گن کا یہ نمونہ دکھایا کہ وہ انہیں کا ملتا ہوا جزیرہ جاوا تک چلا گیا۔ نہیں
معلوم تم نے کس لیئے سرکشی پر کمر باندھی ہے۔ اور اپنی نیکنامی کو برباد کیا چاہتے
ہو ہم دوستانہ صلاح دیتے ہیں کہ اپنے ملک آبائی پر قناعت کرو اور بہت
جلد کشمیر کو لوٹ جاؤ ورنہ نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔

یہ تحریر جونہی ابھے مان کے پاس پہنچی اس کو شنانے اسکا مطالعہ کیا اپنے
زعم میں اس نے اُسے چاک کر ڈالا۔ اور قاصد کو زبانی حکم دیا تم فوراً ہمارے کیمپ
سے نکل جاؤ۔ تلوار ہمارا تمہارا فیصلہ کریگی۔ یہ خبر بہت جلد مہاراجہ بھوج کو اوجین
میں پہنچائی گئی۔ اور یہ چھٹی صدی بکرمی کا انقلاب ایک خوفناک جنگ کی
صورت میں تبدیل ہو کر جنگ لونی اور ملتان کا سبب ہوا۔ اور وہ معرکہ آرائی
ہوئی جسے سمت ۵۹۵ بکرمی کی تواریخی دنیا میں یادگار رہیگا۔ لہٰذا ہم اپنے معزز
احباب کو جنگ لونی اور ملتان کا سین دکھاتے ہیں۔

لونی و ملتان کا جنگ

مہاراجہ بھوج جو ابھی تک جواب کا منتظر تھا اپنی توہین کی خبر سنکر
نہایت بیقرار ہوا اور اسی وقت دربار منعقد کیا اور اس دربار میں جس شخص نے
پہلی تقریر شروع کی مہاراجہ بھوج تھا۔ یہ جنے ممبر پر کھڑے ہو کر اہل دربار کو
اس طرح مخاطب کیا۔

کام پرداروں نے اصولات انسانی و ہمدردی کو بالائے طاق رکھکر مذہبی اتفاق کے
ستون پر جو بڑی کوششوں سے کامیابی کی صورت پکڑ چلا تھا اپنے ظالم
... اب یہ دھرم کی لڑائی بڑے پیمانہ پر ہوگی۔ افسوس اس
بات پر ہے جو قوم ہنسر کا فرمانروا ہے اتنی خبر نہیں کہ ایک شہنشاہ کے مقابلہ
میں ایسا شخص جسکی آمدنی محدود ہو اور جس کی سلطنت معمولی حیثیت سے بھی کم
وقعت رکھتی ہو کیا اور کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے۔ مگر نہیں اُسے اپنی قوم اور مذہب
کا پرواہ نہیں پرتا ہے۔ اس لیے شہر دھار نگری سے بھی بہت آدمی ضائع ہو جائینگے
مگر کیا شاہ مالوے کے راج کا بچہ بچہ قومی اور ملکی ترقی کے اصول کو نہیں جانتا
نہیں سمجھتا ہمارا خیال ہے کہ ہماری حکومت کے بسنے والا ہر ایک فرد بشر ان
مسائل اور علوم سے واقف ہے جو ملکی ترقی اور توسیع مملکت کیلئے لازمی ضروری
اور لابدی ہیں۔

اب چونکہ جنگ کا آغاز خود انہی کیطرف سے ہے اور وہ قوم ہمارے شریفانہ
برتاؤ کو بھلا کر ہمیں پاؤں میں روندنا چاہتی ہے پس ہم بھی اس عالم الغیب
کے بھروسہ پر میدان جنگ میں جاتے ہیں اور اس سے خیال کرتے ہیں کہ وہ
ہماری مدد کریگا کیونکہ جنگ ضرور ہوگا۔ ہم اپنے مذہبی اصولوں کو مانتے ہوئے پرماتما
کا شکر کرتے ہیں کہ قوم ہنسر کے خون خرابہ کی خبر سنتے ہی ہماری تمام قوم اور
سچے وید کے دھرم کے ماننے والے لوگوں کے دلوں میں جوش ملی اور قومی
بھر گیا۔ اور اس خودغرضانہ حملے پر نفرت جیسے چاہتا تھا اور بہت سے لوگوں نے علانیہ
اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ ایشور پرماتما پر ان کو نہایت خوشی کے ساتھ یہ بھروسہ
ہے کہ وہ فتح اسی قوم کو دیگا جو راستی پر ہوگی۔ ہماری پرجا ہمیں امید ہے
ہمارے ساتھ ہو کر اسی طرح لڑیگی جسطرح ہمارے بزرگوں مہاراجہ بکرماجیت
اعظم مالدیو مالپور وغیرہ نے زمانہ میں لڑائی تھی۔ ہمارا یقین ہے کہ ہماری رعایا ہمارے
ہمراہ ہو کر اور جانبازی کے ساتھ قوم ہنسر سے لڑکر اپنے ملک اور اپنی قوم کیلئے پھر

تھا ہی راجہ کرشن کی جو ہمارے باپ راجہ سندپال کے زمانہ میں تھا بڑا قوی ہے کیونکہ ہم کو اپنے ایام طفولیت سے ہی تجربہ ہے اور ہمارے تمام کاموں کا انحصار خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی ہو۔ ستودہ صفات کی مدد پر ہی موقوف ہیں پس ہم کو اس کی ذات کا بھروسہ ہے اور ہماری رعایا بھی اپنا بھروسہ اُسی پر رکھتی ہے اس لیئے عزت و امن اور آزادی قائم و برقرار رکھنے کیلئے ہمارے بھی خواہ ملک اور قوم تیار ہو کر مدافعت کیلئے کمریں باندھیں اور کل ہی مقابلہ کیلئے کوچ کریں۔

مہاراجہ بھوج کی مندرجہ بالا جوشیلی اسپیچ سے لوگوں کے سینہ میں خون شجاعت نے حرکت کی۔ ان کے دل جوش انتقام کیلئے دونے ہو گئے اور ہر کسی نے مہاراجہ بھوج کی تقریر کے اختتام پر یہ نعرہ مارا۔ ہم اپنے مہا پرتابی اولوالعزم مہاراجہ کیلئے قوم ہنر کے سرغنوں سے ضرور اپنے دھرم اور اپنی قوم کی رکھشا کیلئے لڑینگے۔ خواہ ہم مارے جائیں یا ماریں لیکن اپنے جیتے جی سلطنت مالوہ کی وسعت اور حکومت میں فرق نہ آنے دینگے۔

شہر دھار میں جہاں دھاری اپنے اپنے جوش و خروش میں اپنے دیس اور اپنی قوم کیلئے اپنا اپنا جان و مال وقف کرنے اور دعا یا میں بودھوں کے برخلاف جوش پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہیں دوسری جانب ملتان کے قریب ریگستان میں ایک موقعہ پر راجہ انند پال اور اس کے وزیر کرشنا کا کیمپ پڑا تھا۔ اور کرشنا اپنے قومی اور مذہبی سوسائٹی میں یہ تقریر کر رہا تھا۔

ہم اسوقت جنگ کیلئے قطعی تیار ہیں۔ گذشتہ زمانہ میں ان اگنی کل والوں نے ہمارے دھرم اور ہماری قوم کو بالکل برباد کر دیا تھا۔ اور اب ہم کو سیح رکھنے اور کشمیر کو لوٹ جانے کی برداشت کرتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کیا کشمیر اور اسکے قریب جوار کے رہنے والوں نے اور اکثر پیشہ وروں نے اپنے اپنے پیشہ کو چھوڑ کر ان ویدک دھرم رکھنے والوں لوگوں سے لڑنے کی قسم تو نہیں کھائی کیا انہوں نے

حملہ کر کے دھار چھین لیا۔ اور کرشنا پتی جو ہمیشہ خود سر ہو رہا تھا۔
میدان لونی و ملتان کے درمیان پہاڑیوں ایک ... ٹھیری۔
جنگ کیلئے ٹھہرا۔ ادھر سے بھوج فوج لیکر کرشنا ... کا ٹیڑی جلد فوج کے ساتھ آمادہ
گیا۔ اور یہاں بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ تین ماہ ... تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور اس
عرصہ میں جو واقعات پیش آئے ذیل میں درج ہیں۔

راجہ ابھی مان مہاراجہ بھوج کی قید میں آیا۔ اور کرشنا ... وزیر اپنے
مال کو لیکر گجرات کیطرف بھاگا۔ اور مہاراجہ بھوج کا کشمیر پر خواہ قبضہ ہو گیا
مگر تا ہم ... مہاراجہ بھوج کشمیر کا مستقل ... بنا یا گیا۔ آخر کار ایک روز فتح
کی خوشیوں میں جبکہ مہاراجہ بھوج جشن میں مصروف تھا۔ اسنے اپنے سامنے
ابھی مان کو طلب کر کے کہا۔

راجہ ابھی مان تم خوب واقف ہو اس وقت بڑے بڑے واقعات گزر
گئے ہیں۔ ہم دونوں آج ایک جگہ ایک دوسرے سے مل رہے ہیں۔ ہمارا ملنا
اس لیئے نہیں ہے کہ ہم اپنی یا اپنی قوم کی بہادری اور استقلال کی تعریف
کریں۔ یا اپنی فوج کی بہادری یا اس کی فتوحات پر نازاں ہوں بلکہ ہم تمہارا
اعزاز قایم رکھکر تمہیں آزاد کرتے ہیں اور بکمال دوستانہ صلاح دیکر کشمیر کا
حاکم بناتے ہیں۔ بشرطیکہ تم کسی ویدک دھرم کے مزاحم نہ ہو۔ سو آزادی
کے ساتھ اوپر خیال کر لینے دو۔

راجہ ابھی مان نے مہاراجہ بھوج کی اس عنایت کا شکریہ ادا کر کے ہر طرح کی
امید دلائی اور عرض کیا میں حضور کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ آیندہ کبھی ایسی
حرکت نہ ہوگی۔ اور یہ بندہ بے دام ویدک دھرم کی پیروی کرنا اپنا فرض سمجھیگا۔

آخر کار نہایت عزت و اکرام کے ساتھ مہاراجہ بھوج نے اسے کشمیر کا راج
تلک دے کر واپس روانہ کیا۔ اور خود بھی شہر دھار کو جو اس کے زمانہ میں
سلطنت مالوہ کا دارالسلطنت تھا لوٹ آیا لیکن یہاں آکر اس کو تھوڑے

ہے کہ راجہ کے ساتھ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ ترک سلطنت کی طرف راغب ہو گیا۔

واقعات ترک سلطنت

ضرورت بیان نہیں کہ مہاراجہ بھوج اپنے دیس اور اپنی قوم کی اونتی و ترقی کیلئے کیسا لائق ایک ودوان پنڈت ہوا تھا کیا فی سورہیہ اور فلاسفر تھا۔ کیونکہ اس کے زمانہ کی تحریر شدہ سد نشانوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے ترقی علم کیلئے ایک ایک لاکھ روپیہ ایک ایک شلوک کے تیار کرنے والے ودوان عالموں کو انعام دے ڈالا۔ مگر تعجب ہے کہ یہ ہے کہ وہ ایک عظیم الشان سلطنت چھوڑ کر دنیا سے کنارہ کش ہو یوگی ہو گیا۔ اس نے کیوں ایسا کیا۔ سنیئے۔

وہ مہاراجہ بھوج جو اپنے عہد کا بے نظیر فرمانروا گزرا ہے۔ فتوحات ہندوستان کے بعد ایک روز جبکہ آفتاب مشرقی مطلع سے تیزی کے ساتھ نصف النہار تک پہنچ کر مغربی افق کی طرف ڈھلتا جاتا تھا یہ ایک پہاڑی پر گلگشت میں مصروف تھے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک چھوٹے سے کھیت میں جو نہایت ہی سرسبز پھولوں سے نمونہ فردوس بن رہا ہے۔ اس کا مالک مچان پر بیٹھا ہوا شور مچاتا ہے۔ ہاں کوئی ہے فوراً پہاڑی پر جاوے۔ اور بھوج کو پکڑ لاوے میں اوسے ریاڑ دنگا وہ نالائق ہے۔ سلطنت کے قابل نہیں یہ باتیں سنکر مہاراجہ بھوج دل میں نہایت رنجیدہ ہوئے اور اپنے اردلی کے دو سپاہیوں کو حکم دیا کہ فوراً اس دہقان کو پکڑ لاؤ کیا وجہ ہے یہ کس لئے مجھے نالائق بکتا ہے۔ میں نے کونسا ناقص کرم کیا ہے کہ وہ مجھ سے لڑنا چاہتا ہے۔ سپاہی حکم پاتے ہی کاشتکار کو مہاراجہ بھوج کے پاس لے آئے وہ اپنے سلطنت

شکل دیکھکر مانند بید کانپ کر اور تھر تھر اکر بولا۔ میں نے حضور کا کیا قصور کیا ہے؟ کہ مجھے پکڑوا منگایا۔ اور مجھکو ذلیل کیا۔ کیا میں عالم نہیں ہوں۔ کیا میں رگ وید نہیں جانتا یا اپنے ویدک دہرم سے پھر گیا ہوں۔ میں کس قصور کا ۔ ۔ ۔ ہوں۔

مہاراجہ بھوج اس کی مندرجہ بالا تقریر سُنکر کہنے لگا خوب اور وغلو برروے تو کیا ہو لا بنتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے۔ اور راست گو کہلانا چاہتا ہے۔ اورے ابھی ابھی تو مچان پر بیٹھا ہوا بک رہا تھا کہ کوئی ہے راجہ بھوج کو پکڑ لائے میں اُسسے لڑونگا۔ وہ راج کرنے کے لائق نہیں ہے۔ ہاں بتا تو سہی میرا ایسا کونسا فعل ہے کہ تم میری ذات پر یہ الزام لگاتے ہو۔

دہقان کے یہ بات سُنکر ہوش اڑگئے اور اس نے یہ فقرات کہنے سے قطعی انکار کیا۔ آخرکار مہاراجہ بھوج نے اس کا قصور معاف کیا۔ اور وہ پھر مچان پر چڑھ کر اسی طرح بکنے لگا۔ مہاراجہ بھوج اس کی حرکت سے بہت متعجب ہوا۔ اور اصلی نوعیت دریافت کرنے کیلئے انہوں نے اپنے ارکان سلطنت اور پنڈتوں کو جمع کیا۔ آخرکار سب کی رائے یہ قرار پائی۔ کہ اس جگہ ضرور کسی ایسے مہان گیانی پرا دپکاری راجہ کا خزانہ ہے۔ کہ جس کے مقابل یا جس کا ثانی تین ہزار برس گذشتہ کے اندر دوسرا نہیں ہوا۔ یہ جگہ کھدوائی جائے اغلب ہے کہ اس کا کوئی نشان اس جگہ ملے گا۔

پنڈتوں کے پاس ہونے کے بعد مہاراجہ بھوج نے وہ جگہ جہاں دہقان کھڑا تھا کھدوائی تین بانس کی گہرائی پر ایک زریں آسن نمودار ہوا جسمیں بیش بہا جواہرات جڑے تھے۔ اور پاؤں کی جگہ ۳۲ پتلیاں طلائی اسمیں لگی تھیں۔ وہ باہر نکلوایا گیا اور ڈیڑھ ماہ کی صفائی کے بعد جب مہاراجہ بھوج نے اُسے دیکھا تو بالکل اس پر آنکھ نہ ٹھہرتی تھی۔ یہ مہاراجہ بکرماجیت اعظم کا سنگاسن تھا۔ مہاراجہ بھوج نے ایک ساعت میں اوسپر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ مگر جونہی اس نے پاؤں اٹھا کر سنگاسن پر رکھا جھٹ اس کی نظر ایک

تختی پر پڑی۔ جس پر عبارت ذیل کندہ تھی۔

یہ مہاراجہ بکرماجیت اعظم کا سنگھاسن ہے۔ اور مہاراجہ بکرماجیت وہ راجہ تھا۔ جس نے اپنی پرجا کو اپنی زندگی بھر خوش رکھا۔ وہ کسی کو بھوکا بیمار و لاچار نہ دیکھ سکتا تھا۔ یہ پتھر کے بعد بھی ایک فرمانروا ایسا ہوا ہے جس نے لوگوں کے قرضے چکائے رعایا کے امن و آسائش کے لئے وہ سامان کئے جو نہ تحریر میں آسکتے ہیں نہ بیان کئے جا سکتے ہیں۔ تاہم چند واقعات عہد مہاراجہ بکرم ان چاندی دار پایوں پر۔ جو اس میں لگے ہیں کندہ ہیں جو شخص اس سنگھاسن کو پاکر اس پر بیٹھنے کا ارادہ کرے اسے لازم ہے کہ پہلے مہاراجہ بکرم کے کارنامے پڑھ لے۔ اس کے بعد اگر اپنے آپکو وہ شخص آسن پر بیٹھنے کے قابل سمجھے تو شوق سے اس پر جلوس کرے۔ ورنہ اسی جگہ جہاں سے کہ اس نے نکالا ہے۔ پرتھوی کے سپرد کردے۔

مہاراجہ بھوج اس تحریر کو پڑھ کر نہایت بے قرار ہوا فوراً اپنا پاؤں سنگھاسن سے کھینچ لیا۔ اور ۳۲ یوم تک بدستور کارنامہ ہائے مہاراجہ بکرم مطالعہ کرتا رہا۔ آخرکار جب اپنے آپ کو اس قابل نہ دیکھا تو سنگھاسن اسی جگہ جہاں سے کہ اس نے نکالا تھا اسے دفن کرادیا۔ اور نہایت عبرت کے ساتھ دنیا کو خیرباد کہکر گیروا بستر پہنکر جنگل کو چلا گیا۔ یہ سمت ۹۵ بکرمی کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد وہ ۴۰ برس زندہ رہا۔ لیکن اپنی زندگی میں لوگوں کو یہ اپدیش کرتا رہا۔

یہ دنیا ہے نہ راحت ہے نہ شادی ہے نہ غم۔ فقط ایک حالت کا دوسری حالت سے مقابلہ ہوتا ہے۔ انسان کو مناسب ہے جہاں تک ہو سکے اور جب تک زندہ رہے ہمیشہ نیکی کرتا رہے۔ یہی مہاراجہ بکرم کا سچا اپدیش ہے جو دنیا اور میری نجات کا وسیلہ ہے۔

(الف) وہ اپنی قوم کی حمایت کرتا اور انکا مربی و سرپرست تھا۔

ہم خیال کرتے ہیں ہمارے اہل وطن امور بالا کو دیکھکر چونکیں گے۔ اور اس شغال بدتمیز کی طرح جو اکثر غرور کی تانیں پکار اٹھتا ہے (پدرم سلطان بود) اور اس کا غرور توڑنے کے لیئے دوسرے شور مچاتے ہیں۔ تھاچہ تھاچہ۔ ایک تازہ سبق حاصل کرکے کھوئی ہوئی دولت مٹی ہوئی عظمت کے واپس لانے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ ہمارا اور ہمارے وطن اور ہماری قوم کا سرمایہ عظمت تحفظ پذیر تب پیدا ہوسکتا ہے جبکہ اندھا دھند تقلید کو چھوڑکر ہم یہ کہنا بھول جائیں کہ ہمارے باپ بڑے صاحب اقبال تھے وداصاحب انکے وقتوں میں سات سو آدمی ان کے رسوڑے میں کھانا کھاتے تھے۔ عقلمندوں کے نزدیک ایسی تقریر کرنے والے کبھی قابل عزت خیال نہیں کیے جاتے کیونکہ انسان تین حالتوں سے کسی ایک حالت میں ضرور رہتا ہے۔

اول یہ کہ جیسے باپ ویسے آپ۔

دوم باپ کہتر بیٹے برتر۔

سوم باپ برتر بیٹے کمتر۔

پس سرمایہ وہی خوب ہے جو قوت بازو سے مہیا کیا جاتے تب ہی انسان کو ناز و فخر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ میرے دوستو سوچو غور کرو تمہارے بزرگ تمہاری طرح تعصب کی زنجیر سلسل میں گرفتار نہ تھے۔ دھرم اوپکار کے کاموں میں بڑی خوشی سے حصہ لیتے تھے۔ ہم کہہ سکتے ہیں تم انہی کی اولاد ہو پھر کس سببنے وہ کوشش نہیں کرتے جس سے مشہور و معروف دہر ہو۔

ہم نے مانا گردش روزگار نے تمہاری حالت تباہ کردی اور بہت سی ایسی نسلیں گذر گئیں جن کے نام و کام کا نشان تک باقی نہ رہا۔ مگر

کیا اس قومیت کے تم پیچھے جانے پر کبھی اپنے زوال پر نظر کرو گے۔ اور اپنی غفلت اور وحشت کی کہانی سنا کر دل خوش کر لیا کرو گے۔ کہ ہمارے بزرگ بڑے صاحب کمال تھے۔ تمام دنیا کے استاد تھے۔ ان کی شان کی عظمت ایک عالم پر عیاں تھی۔ ان کی تلوار کا لوہا ایک زمانہ مانتا تھا۔ انکا علم ان کا زور ان کا حوصلہ اور استقلال ان کی ایجادیں اور شہرہ اور فلسفہ ان کی دھاک [illegible] تھی یہ سب کچھ تھی مگر تم ہیچمدان حقیر ذلیل کمینہ وحشی ہندوستانی قلی ہو۔

میرے دوستو خود غرضی کے جامہ کو پھاڑ کر مہاراجہ جیوجی کے اس سے سبق سیکھو جو اس نے اپنے پیارا چترنج کو لکھا اور نشہ کاہلی کی نیند سے ہوش میں آ کر ذرا غیرت و شرم سے ہمت مردانہ کو کام میں لاؤ اپنی جد حرارت و حدت کا نمونہ ہو۔ مردہ دلوں جیسے حالات [illegible] اور حوصلہ کو ہمت اور استقلال سے کام لو اور انگلینڈ کی [illegible] منظور ہے ان امور کی تقلید کرو جو اس عالی جاہ مہاراجہ کی سوانح عمری میں [illegible] شہرت سے [illegible] ہیں۔

میرے معززین میں اپنا دماغی زور بہت کچھ صرف کر چکا۔ اب یہ کہہ کر خاموش ہوتا ہوں۔ شاید اپنی حیات میں اس [illegible] کو دیکھ سکوں جس کی مجھے امید کیونکہ دنیا بامید قائم ہے۔ اب ہر شخص اس کے مطالعہ سے نتائج اخذ کر سکے مجھے زیادہ گوئی کی ضرورت نہیں۔

تمام شد